© rasailojaraid.com

میں پانی دیکر اس کی جان بچاسکتا ہے؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: اسے چاہیئے کہ وضو کا پانی محفوظ رکھے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص کو وضو جتنا پانی میسر ہو اس کے لئے روا نہیں کہ موت بہ لب مرتد کو دے۔ البتہ کوئی ذمی یا جانور ہو تو اسے پلانا واجب ہے۔ اس وقت اس کے لئے وضو کے لئے پانی بچانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین پانی کے چھوٹے برتن مثلاً گول کے بارے میں جو ناپاک ہوجائے۔ کیا اس میں کچھ پانی ڈالا جائے اور کچھ نکالا جائے تو اس طرح پاک ہوجائے گا؟ یا پورا پانی نکالا جائے اور اس کو تین بار دھویا جائے؟

جواب: ظاہر ہے کہ ناپاک برتن میں پانی ڈالنا اور نکالنا، پانی کو پاک کرنے کا طریقہ ہے تاکہ جاری پانی کے حکم پر عمل ہو کیوں کہ جاری پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ بڑے برتنوں میں جاری پانی کا حکم تو ظاہر ہے، رہا چھوٹے برتنوں کا معاملہ تو جیسا کہ مشہور ہے اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ان کو تین بار دھویا جائے جب کہ حرج نہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: حشیش کی بوٹیوں کے بارے میں علماء کا کیا قول ہے؟ کیا وہ ناپاک ہیں؟ وہ رسی جو حشیش کی لکڑی سے بنائی جائے اور کنویں میں ڈالی جائے کیا اس سے کنواں ناپاک ہوگا یا صرف حشیش سے تیار کردہ پانی ناپاک ہے۔ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: ظاہر ہے کہ علماء کے قول کے مطابق حشیش کے ناپاک ہونے کا سبب یہی ہے کہ نشہ کرتا ہے۔ بصورت دیگر عام جڑی بوٹیوں کی مانند ہے۔ اگر اس کے سرکنڈوں میں یہ علت موجود نہ ہو تو اس کا بھی وہی حکم ہوگا جو عام پودوں اور بوٹیوں کے سرکنڈوں وغیرہ کا ہوتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جس چیز کا شراب نشہ آور ہو، اس سے اگر سرکہ بنایا جائے تو جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: نجاست نمازی کے پاؤں اور سجدہ کی جگہ پر لگ جائے اور دونوں کو ملایا جائے تو ایک درہم سے بڑھ جائے، اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: "المتانة فی ترغیب الصلوٰۃ" میں ہے کہ اگر ایک درہم سے کم نجاست پیروں کے نیچے، اور ایک درہم سے کم سجدہ کی جگہ ہو، اور دونوں کو ملایا جائے تو ایک درہم ہوجائے تو نماز فاسد ہوگی۔ یہ حکم اس وقت ہے جب نجاست غلیظہ (ٹھوس) ہو۔ اگر نجاست خفیفہ (ہلکی) ہو تو نماز جائز ہے۔ متن کے کتابوں کنز وغیرہ میں اسی طرح ہے۔۔۔ اگر نجاست ہلکی ہو تو ایک درہم سے زیادہ ہوجائے تو بھی نماز نہیں ٹوٹے گی، کیونکہ اس صورت میں نماز اس وقت فاسد ہوگی، جب چوتھا حصہ نجاست خفیفہ سے آلودہ ہو جائے، جیسا کہ کتبِ متن میں ہے۔ جسم بھی کپڑے کی مانند ہے۔ (بحر) نجاست کی خفت یا ہلکا پن کپڑے میں ظاہر ہوتا ہے، پانی میں ظاہر نہیں ہوتا۔ عالمگیری میں ہے کہ متاثر عضو کے چوتھے حصے کا مطلب ہے مثلاً ہاتھ پاؤں، اگر وہ جسم ہو۔ اگر پیر کا کچھ حصہ نجاستِ خفیفہ پر رکھا اور کچھ حصہ اس کی پیشانی یا ناک پر لگا تو عضو کے چوتھے حصے کا اعتبار کیا جائے گا اور احتیاط اس بات میں ہے کہ عضو سے مراد چھوٹا عضوا لیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب (حررہ الفقیر عبدالواحد السیوستانی)

سوال: دہ در دہ حوض میں ظاہری نجاست گر جائے تو اس میں سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

جواب: بظاہر زیر بحث مسئلہ کی روایات اختلافی ہیں۔ ظاہری اعتبار سے ترجیح اس قول کو ہے کہ اس جگہ سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ پانی کے جو تین اوصاف ہیں، ان میں سے کسی میں تبدیلی واقع نہ ہو۔ (جاری ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا سلیم اللہ قاضی

تحریک حریت اور آزادی میں خدا کی نصرت

حضرت حاجی امداد اللہ امیر جہاد، مولانا رشید احمد اور مولانا قاسم نانوتوی کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوچکے تھے اور گرفتار کرانے والوں کے لئے انعام واکرام کا اعلان بھی کیا جاچکا تھا۔ اس لئے لوگ ان حضرات کی تلاش میں سرگرداں تھے یہ تینوں حضرات اس دوران میں روپوش ہوگئے۔ مولانا قاسم نانوتوی تو اپنے قصبے دیوبند میں تھے اور اپنی سسرال کے عالی شان مکان میں روپوش ...... تاہم تین دن پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے اور کھلے بندے چلنے پھرنے لگے۔ لوگوں نے بہت کہا کہ چھپ جایئے۔ انگریزی فوج کے مخبر آپ کی تلاش میں ہیں، لیکن مولانا محمد قاسم نے فرمایا تین دن سے زیادہ روپوش ہونا سنت سے ثابت نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت غار ثور میں تین دن ہی روپوش رہے تھے۔

حاجی امداد اللہ جو بالآخر سارے عالم میں شیخ العرب والعجم اور مہاجر مکی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کے دل میں ڈالا گیا کہ ہندوستان سے ہجرت کریں اور حرمین شریفین کی مقدس سرزمین میں پناہ لیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہی اس وقت قصبہ رام پور منہیاراں کے طبیب اور اپنے مخلص دوست حکیم ضیاء الدین کے ہاں وقت گزار رہے تھے۔ اور کسی بھی لمحے گرفتاری متوقع تھی۔ مولانا محمد قاسم بعد ازاں دیوبند میں چھتے کی مسجد میں رہنے لگے، تاہم مخبر مسلسل تعاقب میں تھے۔ ایک بار مسلح سپاہیوں کے دستے نے مولانا کے سسرالی مکان پر بھی چھاپہ مارا، مگر مولانا اس وقت وہاں نہ تھے۔ پھر چند دن بعد مخبر نے خبر دی کہ مولانا چھتے کی مسجد میں ہیں۔ سپاہی وہاں پہنچے مسجد کا محاصرہ کرلیا انگریز کپتان پولیس مسجد میں آیا۔ مولانا قاسم مسجد میں ٹہل رہے تھے۔

کپتان کی نظر مولانا پر پڑی اور مولانا کی کپتان پر...... انگریز آپ کو صورت سے پہچانتا نہ تھا۔ خود مولانا ہی سے پوچھا کہ قاسم کہاں ہے؟ مولانا نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر فرمایا: ''ابھی تو یہیں تھا دیکھ لیجئے۔'' مولانا قاسم اس وقت ٹہل رہے تھے۔ ٹہلنے والے کا ہر دوسرا قدم ظاہر ہے کہ اس جگہ پر نہیں پڑتا جہاں وہ پہلے ہوتا ہے۔ جس جگہ کو چھوڑ چکے تھے اسی جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا گیا کہ یہیں تھے اور یہ بالکل واقعہ کے مطابق بات تھی۔ کپتان تو ادھر ادھر دیکھ بھاگ میں لگا اور مولانا اطمینان اور سکون کے ساتھ مسجد سے نکل آئے اور پولیس کے گھیرے میں گزرتے ہوئے دوسری قریب کی مسجد شاہ عزالدین کی طرف روانہ ہوگئے۔ اس عرصے میں انگریز کپتان بھی مسجد سے باہر نکلا اور حضرت کو جاتے ہوئے دیکھ کر بولا:

''مولانا قاسم نانوتوی تو یہی معلوم ہوتے ہیں۔'' پولیس نے مسجد شاہ عزالدین کا محاصرہ کرلیا، لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ مولانا وہاں سے بھی نکلے اور پولیس کے جتھے میں سے گزرتے ہوئے کسی اور مسجد میں پہنچ گئے۔

پولیس والوں کے بار بار تعاقب کی وجہ سے مولانا قاسم اپنے نسبتی بھائی شیخ نہال احمد کے اصرار پر دیوبند سے نکلے اور شیخ صاحب کے گاؤں موضع چکوالی میں پہنچے۔ یہ گاؤں نانوتہ اور دیوبند کی درمیانی سڑک پر واقع ہے، لیکن زیادہ دن اس گاؤں میں آپ کے قیام کا واقعہ پوشیدہ نہ رہ سکا اور مخبر نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی اطلاع بھی گورنمنٹ کو دے دی۔ پولیس چکوالی پہنچ گئی اور گاؤں کا محاصرہ کرلیا۔ شیخ نہال احمد کے چھکے چھوٹ گئے۔ سخت خائف اور ہراساں ہوئے اور بار بار کہتے تھے مولانا کی گرفتاری میرے گاؤں میں ہو؟ جہاں میں خود ہی انہیں اصرار کرکے لایا ہوں۔ شیخ صاحب کی پریشان حالی دیکھ کر مولانا نے درشت لہجے میں فرمایا اس طرح خوفزدہ صورت بنا کر تو آپ مجھے پکڑوادیں گے۔ بہرحال آپ مطمئن رہیں، میں اپنا بچاؤ خود کرلوں گا۔

یہ کہتے ہی مولانا مکان سے باہر نکل آئے سامنے پولیس کپتان کھڑا تھا، اس پر نظر پڑتے ہی کسی گھبراہٹ اور اضطراب کے بغیر اس سے کہنے لگا:

”آیئے آیئے، تشریف لایئے!“

انگریز کپتان حیرت زدہ ہوکر مکان کے مردانہ حصے میں چلا گیا۔

مولانا نے گھر میں جاکر عورتوں سے کہا کہ چائے تیار کی جائے۔

چائے تیار ہوکر آئی، پلائی گئی، کپتان بھی آپ سے مانوس ہوکر پوچھتا رہا۔ آپ مولانا قاسم سے واقف ہیں؟ جواب میں مولانا نے فرمایا: ”جی ہاں، میں ان کو خوب جانتا ہوں۔“ تھوڑی دیر بعد کپتان نے کہا کہ ہم زنانہ مکان کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔ فرمایا شوق سے تلاشی لے سکتے ہیں۔ کپتان زنانہ حصے میں داخل ہوا۔ کونہ کونہ چھان مارا، لیکن اس ڈھونڈ اور تلاش کا جو نتیجہ ہوسکتا تھا، وہی ہوا۔ لطف یہ کہ خود مولانا انگریز کپتان کے ساتھ اسے مکان کا زنانہ حصہ دکھانے میں مصروف تھے۔ غرض، ناکامی اور نامرادی کے ساتھ انگریز کپتان واپس ہوا۔

ادھر تو یہ حال تھا، ادھر امیر جہاد حضرت حاجی امداد اللہ نے چند ماہ انبالہ، بگھری، پنج لاسہ وغیرہ قصبوں میں اپنے آپ کو چھپایا اور آخر سندھ کے راستے کراچی اور پھر سرزمین عرب کا راستہ لیا جس زمانے میں حاجی صاحب کا قیام پنج لاسہ میں راؤ اشرف علی خاں مرحوم کے مکان پر تھا، مولانا رشید احمد اور مولانا قاسم بھی اپنے مرشد کی زیارت کے لئے پاپیادہ جنگلوں میں چھپتے، راتوں کو سفر کرتے، جمنا پار کے ان گمنام اور دور دراز مقامات طے کرتے حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچے اور ان سے التجا کی کہ وہ انہیں بھی ساتھ لے چلیں۔ مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمایا جاؤ! تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ تم ہندوستان میں رہو۔ اسی طرح خدا کا حکم ہے اور حق تعالیٰ کو ابھی تم سے بہت کام لینے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، تھانہ بھون کی جہادی مہم میں انگریزی رعایا ہی نہیں، انگریزی فوج کے ملازمین بھی شاملی کے معرکے میں بنفس نفیس شریک نہ تھے، تاہم اس کا ثبوت فراہم کرنا آسان نہ تھا، اس لئے جان کے خطرے سے وہ محفوظ نہ تھے تھانہ بھون سے نکل کر کراچی تک پہنچنے میں حاجی صاحب کو جن صعوبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا وہ الگ رہیں، یہ بھی دیکھیئے کہ اس طویل سفر میں کتنی مدت لگی ہوگی۔ قیاس کہتا ہے کہ ایک سال تو لازماً لگا ہوگا۔ اس دوران میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی جگہ براہ راست ہندوستان پر ملکہ وکٹوریہ کے قبضے کا اعلان انگریزی پارلیمنٹ کی طرف سے 2 اگست 1858ء بمقام الہ آباد وائسرائے ہند لارڈ کیننگ نے ملکہ وکٹوریہ کا عام معافی نامہ پڑھ کر سنایا جس کے بعد عام طور پر سمجھا گیا کہ غدر کے ”مجرم“ بخش دیئے گئے، حکومت کے داروگیر کا کھٹکا ان کے لئے باقی نہیں رہا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ معافی نامہ باوجود عام ہونے کے عام نہ تھا، بلکہ اس میں خاص امور کا استثنا بھی تھا مثلاً انگریزی رعایا کے قتل میں جو لوگ بذاتہ شریک رہے، انہیں رحم کا مستحق قرار نہیں دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ وہ لوگ بھی معافی کے حق دار نہ ہوں گے جنہوں نے جان بوجھ کر قاتلوں کو پناہ دی یا برٹش رعایا کو بغاوت کی ترغیب دی ہو۔ ایسے افراد کے بارے میں ملکہ وکٹوریہ کے اس معافی نامے میں یہ الفاظ درج کئے گئے تھے:
”ایسے لوگوں کی نسبت صرف وعدہ ہوسکتا ہے کہ ان کی جان بخشی ہوگی، لیکن ایسے لوگوں کی تجویز سزا میں ان سب احوال

© rasailojaraid.com